خلفائے سلسلہ احمدیہ کی طرف سے
مخالفین کو دیئے جانے والے
چیلنجز (Challenges)

مرتبہ

وزیر خان ساجد

استاد مدرسۃ الظفر ربوہ

عناوین

آیت:

فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَنِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَاَنۡفُسَنَاوَاَنۡفُسَکُمۡ ۟ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ۔

(سورہ ال عمران:62)

پس جو تجھ سے اس بارے میں اس کے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے تو کہہ دے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے نفوس کو اور تمہارے نفوس کوبھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

احادیث مبارکہ:

عَنۡ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوۡ بَاھَلَ اَھۡلُ نَجۡرَانَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَرَجَعُوۡا لَا یَجِدُوۡنَ اَھۡلًا وَّلَا مَالًا

(الدرالمنشورتفسیر بالماثور جلد2صفحہ220 تا221)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اہل نجران رسول اللہ سے مباہلہ کر لیتے تو واپس لوٹتے تو اپنے گھروں میں اہل وعیال اور مال کو نہ پاتے۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَقَدۡ اَتَانِیَ الۡبَشِیۡرُ بِمَھۡلَکَۃَ اَھۡلَ نَجۡرَانَ حَتّٰی الطَّیۡرَ عَلَی الشَّجَرِ لَوۡ تَمُّوۡا عَلٰی الۡمُلَاعَنَۃِ۔

(الدرالمنشور تفسیر بالماثور جلد2صفحہ220 تا221)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر وہ ملاعنت کو پورا کر دیتے ہیں تو مجھے خوشخبری دینے والے نے اہل نجران کی ہلاکت کی خبر دی ہے یہاں تک کہ درختوں پر بیٹھے پرندے بھی ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے۔

قَالَ: اِنۡ کَانَ الۡعَذَابُ لَقَدۡ نَزَلَ عَلٰی اَھۡلِ نَجۡرَانَ وَلَوۡ فَعَلُوۡا لَاسۡتَوۡصَلُوۡا عَنۡ وَجۡہِ الۡاَرۡضِ۔

(الدرالمنشور تفسیر بالماثور جلد2صفحہ220 تا221)

فرمایا: اگر اہل نجران پر عذاب نازل ہوتا اور وہ مباہلہ کرتے تو ضرور وہ سطح زمین سے اکھیڑ دیئے جاتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج:

’’اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو !! نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فِـئَۃٌ قَلِیۡـلَۃٌ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار، پانچ ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہو گا جب تک اس کو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا؟ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے

مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بد دعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا، آخر اس کے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا مگر میں نے اس کے حق میں کوئی بد دعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دکھ دیا گیا، مجھے کافر ٹھہرایا گیا، مجھے دجال کہا گیا، میرا نام شیطان رکھا گیا، مجھے کذّاب اور مفتری سمجھا گیا، میں ان کے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں ان کی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا، میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسے کمر باندھی کی گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں ہر یک نے مجھے گالی دینا اجرِ عظیم کا موجب سمجھا اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دُکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر یک وقت مجھ کو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہوسکتا ہے، کیا ایک ذرہ تمام دنیا کامقابلہ کرے گا، کیا ایک دروغ گو کی ناپاک روح یہ استقامت رکھتی ہے، کیا ایک ناپاک مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہوسکتی ہیں۔

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے، کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے۔ بہتر تھا کہ خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی۔ سو اب اٹھو اور مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد نمبر11 صفحہ 64 تا65)

ساری دنیا کو عمومی چیلنج:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ساری دنیا کو چیلنج دیا کہ اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذاہب کی سچائی ثابت کریں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اب آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت مرزا صاحب تو وفات پا چکے ہیں۔اب کس طرح مقابلہ ہو سکتا ہے کیونکہ آ پ علیہ السلام کا سلسلہ مٹ نہیں گیا اب بھی آپ علیہ السلام کی جماعت موجود ہے اور ہم لوگ اس مقابلہ کے لیے تیار ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ آج بھی اسلام کی صداقت ظاہر کرنے اور اپنے پیارے بندوں کی اپنے نشانات سے تائید کرنے کے لیے اسی طرح موجود ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے وقت تائید کرتا رہا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بعد ہمارے وقت میں بھی تائید کرے گا اس لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جیسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آ کر ہم سے مقابلہ کرے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے جب کہ ظاہری سامان بالکل مخالف ہو تے ہیں اور یہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بہت بڑی علامت ہے اگر کسی کو شک و شبہ ہے تو آئے اور آزمائے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا! اگر کوئی ایسے لوگ ہیں جنہیں یقین ہے کہ ہمارا مذہب زندہ ہے تو آئیں ان کے ساتھ جو خدا کا تعلق اور محبت ہے اس کا ثبوت دیں۔ اگر

خدا کو ان سے محبت ہو گی تو وہ مقابلہ میں ضرور ان کی مدد اور تائید کرے گا۔ ایک کمزور اور ناتواں انسان اپنے پیاروں کو دکھ اور تکلیف میں دیکھ کر جس قدر اس کی طاقت اور ہمت ہوتی ہے اس کی مدد کرتا ہے تو کیا انہوں نے اپنے خدا کوایک کمزور انسان سے بھی کمزور سمجھ رکھا ہے جو ان کی مدد نہیں کرے گا۔ اگر نہیں تو میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ مقابلہ پر آئیں تا کہ ثابت ہو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے اور کس کی دعا سنتا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ اپنی طرف سے لوگوں کو اس مقابلہ کے لیے کھڑا کریں لیکن اس کے لئے یہ نہیں ہے کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہہ دے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہیے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہو گی۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ پر آنے سے ڈرتے ہیں اگر وہ مقابلہ کے لیے نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہو گی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرات ہی نہ رہے گی۔''

(''زندہ مذاہب'' انوارالعلوم جلد نمبر3 صفحہ 612,613)

خلفائے سلسلہ کے علمی وفکری چیلنجز:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا آریہ سماج کو علمی چیلنج:

''سنو! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اس میں ہر گز نہیں پاؤ گے کہ عرش کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں، میں ہی زمین آسمان اور رُوحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں، میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے، ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا میں پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش بھی کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اس کے جو قادیان سے باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دیکھتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کر دوں گا ورنہ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہو گا جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد نمبر4 صفحہ 199)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے اس انعامی چیلنج کا آریہ سماج سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیئے جانے والے مختلف چیلنجز:

1) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیو بندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج:

'' مولوی صاحبان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں وہ معارف ہیں جو پہلی کتب میں نہیں ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے پرکھنے سے پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کر لینا

چاہیے اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ غیر احمدی علما مل کر قرآن کریم کے معارف روحانیہ بیان کریں جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی، پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے لکھے تھے اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے پہلے مفسرین ومصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں طریق فیصلہ یہ ہو گا کہ مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک سال تک لکھ کر شائع کر دیں اور اس کے بعد میں اس پر جرح کروں گا جس کے لئے مجھے چھ ماہ کی مدت ملے گی۔ اس مدت میں جس قدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں ان کو میں پیش کروں گا اگر ثالث فیصلہ دیں کہ وہ باتیں واقع میں پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ ان کی کتاب کا تسلیم کیا جائے گا جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں جو پہلی کتب میں نہیں پائے جاتے۔ اس کے بعد میں چھ ماہ کے عرصہ میں ایسے معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے یا آپ علیہ السلام کے مقرر کردہ اصول کی بنا پر لکھوں گا جو پہلے کسی مصنف اسلامی نے نہیں لکھے اور مولوی صاحبان کو چھ ماہ کی مدت دی جائے گی کہ وہ اس پر جرح کر لیں اور جس قدر حصہ ان کی جرح کا منصف تسلیم کریں اس کو کاٹ کر باقی کتاب کا مقابلہ ان کی کتاب سے کیا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے لئے گئے ہوں گے اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں گے ان علما کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دگنے ہیں یا نہیں جو انہوں نے قرآن کریم سے ماخوذ کئے ہوں گے اور وہ پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ اگر میں ایسے دُگنے معارف دکھانے سے قاصر رہوں تو مولوی صاحبان جو چاہیں کہیں لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں یا شکست کھائیں تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ و السلام کا دعویٰ منجانب اللہ تھا۔ یہ ضروری ہو گا کہ ہر فریق اپنی کتاب کی اشاعت کے معاً بعد اپنی کتاب دوسرے فریق کو رجسٹری کے ذریعہ سے بھیج دے۔ مولوی صاحبان کو میں اجازت دیتا ہوں کہ وہ دگنی چوگنی قیمت کا وی پی میرے نام کر دیں۔ اگر مولوی صاحبان اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں اور اس سے گریز کریں تو دوسرا طریق یہ ہے کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کاادنیٰ خادم ہوں میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کر لیں اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کروں گا اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں گے اور پھر دنیا خود دیکھ لے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے۔''

(مخالفین احمدیت کے بارے میں انوارالعلوم جلد 9 صفحہ نمبر97 تا 98)

چنانچہ اس چیلنج کے بارے میں تاریخ احمدیت میں لکھا ہے کہ:

''حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس پر شوکت اعلان پر دیوبند کی طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا البتہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک مدت بعد علمائے دیوبند کی خاموشی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا۔ ماہ جولائی 1925میں قادیان سے دیوبند ی علما کے لئے تفسیر نویسی کا چیلنج شائع ہوا دیوبندیوں کے ساکت رہنے پر میں سینہ ٹھونک کر میدان میں آنکلا کہ میں دیوبند ی ہوں مجھ سے مقابلہ کر لو جبکہ خود جناب مولوی

صاحب نے حضور رضی اللہ عنہ کی طرف سے شائع کردہ مقابلہ کی کوئی بھی صورت قبول نہ کی ۔''

(تاریخ احمدیت جلد نمبر4 صفحہ534، 535)

2) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے بہائیوں کو قبولیت دعا کے میدان میں مقابلہ کرنے کا چیلنج:

''آج میں کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب دعا سے مقابلہ کر لے۔ میرے مقابلہ میں دعا کر کے دیکھ لے کہ خدا میری مدد کرتا ہے یا اس کی اور میں ہی اپنے متعلق ہی نہیں کہتا میرے مرنے کے بعد بھی لمبے عرصہ تک جماعت احمدیہ میں ایسے انسان ہوں گے کہ جو نشان دکھائیں گے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی تعلیم کے کامل ہونے کا اپنی کتابوں میں اس قدر ذکر کیاہے کہ میں حیران ہوں کہ حضرت صاحب کو راست باز جان کرکس طرح کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم منسوخ ہوگئی؟ یا تو ایسے شخص کو عقل سے کورا کہنا پڑے گا یا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بہاء اللہ) دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔''

(انوارالعلوم جلد نمبر8 صفحہ38)

اہل بہاء کی طرف سے حضرت مصلح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی۔

3) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولوی محمد علی امیر جماعت غیر مبائعین کو تفسیر نویسی کا چیلنج:

''علم قرآن کے بارے میں مولوی صاحب (مولوی محمد علی صاحب۔ ناقل) کو بار بار مقابلہ کا چیلنج دے چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ اگر انہیں علمِ قرآن کا دعویٰ ہے تو وہ میرے سامنے بیٹھ جائیں اور تفسیر نویسی میں مجھ سے مقابلہ کر لیں لیکن وہ کبھی بھی اس طرف نہیں آئے اور مجھے یقین ہے کہ اب بھی نہ آئیں گے۔''

(سوانح فضل عمر جلد نمبر5 صفحہ126)

مولوی محمد علی صاحب حضور کی مقابلہ کی شرائط کے مطابق مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوئے اور ہمیشہ کی طرح حیلے بہانے کر کے راہ فرار اختیار کی۔

4) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولوی محمد علی امیر جماعت غیر مبایعین کو رؤیا وکشوف میں مقابلہ کرنے کا چیلنج:

''اس لحاظ سے بھی ہم میں اور غیر مبایعین میں کیسا عظیم الشان فرق ہے؟ دونوں طرف کے لیڈروں کو ہی لے لو میرے صرف ایک سال کے رؤیا کشوف اور الہامات جمع کئے جائیں تو وہ مولوی محمد علی صاحب کی ساری عمر کی خوابوں سے بڑھ جائیں گے پھر اگر ان رؤیا کشوف اور الہامات کو لے لیا جائے جو پورے ہونے سے پہلے

غیر مذہب والوں کو بتا دیئے گئے تھے تو اس میں بھی مولوی محمد علی صاحب میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

(الفضل 13 جولائی 1941ء صفحہ 8)

خدا تعالیٰ ہمیشہ کبھی وحی الہام اور کبھی رؤیا کشوف کے ذریعہ سے اپنے پیاروں پر ہی تجلّی فرماتا ہے مولوی محمد علی صاحب اس چیلنج کا جواب کیسے دے سکتے تھے۔

5) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ساری دنیا کو معارف قرآنیہ میں مقابلہ کرنے کا چیلنج:

''پھر میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا؟ مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے، وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں ہے جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمیعتوں کو اکٹھا کر لے، عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اورامریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں نا کام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اَتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم کر لیا جائے۔

اے میرے دوستو! میں اپنے لئے کسی عزت کا خواہاں نہیں جب تک خدا تعالیٰ مجھ پر ظاہر کرے کسی مزید عمر کا امیدوار ۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل کا میں امیدوار ہوں اور میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عزت کے قیام میں اور دوبارہ اسلام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور مسیحیت کے کچلنے میں میرے گزشتہ یا آئندہ کاموں کا انشاء اللہ بہت کچھ حصہ ہو گا اور وہ ایڑیاں جو شیطان کا سر کچلیں گی اور مسیحیت کا خاتمہ کریں گی ان میں سے ایک ایڑی میری بھی ہو گی۔ انشاللہ تعالیٰ۔

میں اس سچائی کو نہایت کھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ یہ آواز وہ ہے جو زمین و آسمان کے

خدا کی آواز ہے، یہ مشیت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیت ہے۔ یہ سچائی نہیں ٹلے گی! نہیں ٹلے گی! اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا، مسیحیت دنیا میں مغلوب ہو کر رہے گی۔ اب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو میرے حملوں سے بچا سکے۔ خدا میرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا اور یا تو میری زندگی میں ہی اس کو اس طرح کچل کر رکھ دے گا کہ وہ سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی اور یا پھر میرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہو گا جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مرجھا کر رہ جائے گی اور دنیا میں چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا انتہائی بلندیوں پر اڑتا ہوا دکھائی دے گا۔''

(''الموعود''انوارالعلوم جلد نمبر17 صفحہ 648,647)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو کوئی جرأت نہ ہوئی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

''میں نے بار بار لوگوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں مگر آج تک کسی کو جرات نہیں ہوئی کہ وہ قرآنی تفسیر میں میرا مقابلہ کر سکے۔''

(''الموعود''انوارالعلوم جلد نمبر17 صفحہ 571)

6) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے قبولیت دعا کے میدان میں مقابلہ کا چیلنج:

''میں نے بار بار چیلنج دیا ہے کی اگر کسی میں ہمت ہے تو وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں ہی میرا مقابلہ کر کے دیکھ لے مگر کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس رنگ میں دنیا کو مقابلہ کا چیلنج دے چکے ہیں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرے مخالف منکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو اور مجھ کو کافر اور کذاب سمجھتا ہو وہ کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہو کر اس طور سے مجھ سے مقابلہ کرے جو دو سخت بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں یعنی اس طرح پر کہ دو خطرناک بیماروں کو جو کسی قسم کے خطرناک مرض میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی دے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دعا کے لئے تقسیم کر لیں۔ پھر جس فریق کا بیمار بکلی اچھا ہو جاوے یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اس کی عمر زیادہ کی جائے وہی فریق سچا سمجھا جاوے۔

یہ چیلنج میری طرف سے بھی ہے اگر لوگ اس معاملہ میں میری دعاؤں کی قبولیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بعض سخت مریض قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کر لیں اور پھر دیکھیں کہ کون ہے جس کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے۔کس کے مریض اچھے ہوتے ہیں اور کس کے مریض اچھے نہیں ہوتے۔''

(''الموعود''انوارالعلوم جلد نمبر17 صفحہ 631)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس دعا کے چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔

7) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے دنیا کے ہر علم کے ماہر کے ہر اعتراض کا قرآن کے ذریعے جواب دینے کا چیلنج:

''میں ان سب سے کہتا ہوں دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آ جائے، دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی سائنس دان میرے سامنے آ جائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو رد کر کے دکھا دوں گا۔''

(انوارالعلوم جلد نمبر17 صفحہ 277)

حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کے اس عظیم الشان دعویٰ کے سامنے دنیا کے کسی بھی ماہر کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔

8) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تمام الہامی کتب پر قرآن کریم کی فضیلت کا چیلنج:

''غرض قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی اور کسی کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے، اگر کوئی توریت کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے، اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور قرآن کریم کا کوئی ایسا استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں۔ پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی نہ پیش کر دوں تو وہ بیشک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے لیکن اگر پیش کر دوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔''

(فضائل القرآن ازحضرت مصلح موعودصفحہ 439)

عظیم کتاب کے عظیم معلم کے اس چیلنج کو وید، تورات اور انجیل کے پیروکاروں نے قبول نہ کیا اور خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔

9) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے غیر مبایعین کو چیلنج کہ کس کا گروہ تعداد میں بڑھ رہا ہے:

''میں نے بار ہا چیلنج کیا ہے کہ وہ لوگ جو تم میں سے نکل کر ہم میں شامل ہوئے ہیں ان کی بھی گنتی کر لو اور جو لوگ ہم میں سے نکل کر تم میں شامل ہوئے ہیں ان کی بھی گنتی کر لو ،پھر تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑھ رہا ہے اور کون گھٹ رہا ہے؟ مگر انہوں نے کبھی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ اسی طرح میں نے بار بار چیلنج دیا ہے کہ تم اس بات میں بھی ہمارا مقابلہ کر لو کہ تمہارے ذریعہ سے کتنے لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں مگر انہیں کبھی اس مقابلہ کی توفیق بھی نہیں ملی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ گر انہوں نے مقابلہ کیا تو ان کا پول کھل جائے گا۔''

(سوانح فضلِ عمر جلدنمبر5 صفحہ 125)

خداتعالیٰ کی یہ قدیم صفت ہے کہ الٰہی جماعتوں کی تعداد ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے اور بالآخر ایک دن غلبہ نصیب بن جاتا ہے اس طرح جماعت احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہونے کی وجہ سے دن بدن ترقی کر رہی تھی اور ترقی کر رہی ہے اور مولوی محمد علی کے

پیرو کا ر دن بدن کم ہوتے جا رہے تھے اور اب ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے تو وہ لوگ جلد حضور کا یہ چیلنج کیسے قبول کر سکتے تھے؟

10) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے مستریوں کو مباہلہ کا چیلنج:

دسمبر 1927 میں جماعت احمدیہ میں ایک اندرونی فتنہ نے جنم لیا جو فتنہ مستریاں کے نام سے مشہور ہے اس کے بانی کا نام عبدالکریم مستری تھا اور اس فتنہ کی مکمل پشت پنا ہی لاہوری کر رہے تھے مستریوں نے قادیان سے ایک اخبار ''مباہلہ'' نکالنا شروع کیا جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات پر نہایت ہی غلیظ، شرمناک اور ظالمانہ حملے کئے جاتے تھے۔ حضور رضی اللہ عنہ کی ذات پر الزام لگانے کے ساتھ وہ اس بات کا بھی اعلان کر رہے تھے اگر یہ الزامات درست نہیں تو مرزا محمود ہمارے ساتھ مباہلہ کر لیں اس کا جواب دیتے ہوئے اخبارُ 'جواب مباہلہ'' میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک نوٹ لکھا جس میں آپ نے فرمایا۔

> ''اس قسم کے امور کے لیے جن کے متعلق حدود مقرر ہیں اور گواہی کے خا ص طریق مذکورہ ہیں مباہلہ چھوڑ کر قسم بھی جائز نہیں مجھے یہ کامل یقین ہے کہ ایسے امور کے متعلق مباہلہ کا مطالبہ کرنا یا ایسے مطا لبے کو منظور کرنا ہر گز درست نہیں بلکہ شریعت کی حد تک ہے اور میں ہر مذہبی جماعت کے لیڈر یا مقتدر اصحاب سے جو اس امر کا انکار کریں مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں اگر مولوی صاحب (محمد علی) یا ان کے ساتھی جو'مباہلہ'' کی اشاعت میں یا اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت میں حصہ لے رہے ہیں مجھ سے متفق نہیں اور ان کا یقین ہے کہ جو شخص ایسے مطالبہ کو منظور نہیں کرتا وہ گویا اپنے جرم کا ثبوت دیتا ہے تو ان کو چاہیے کہ اس امر پر مجھ سے مباہلہ کر لیں پھر اللہ تعالیٰ حق و باطل میں خود فرق کر دے گا۔''

(اخبار جواب مباہلہ بحولہ تاریخاحمدیت جلد نمبر 5 صفحہ 147)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس باطل شکن اور پر شوکت اعلان کا مستریوں کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ مستریوں پر مزید اتمام حجت کے لیے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے متعلق دعوت مباہلہ دیتے ہوئے فرمایا:

> ''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے اور جس کے ہاتھ میں جزا سزا اور ذلت اور عزت ہے کہ میں اس کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں اور جو لوگ میرے مقابل پر کھڑے ہیں اور مجھ سے مباہلہ کا مطالبہ کرتے ہیں وہ اس کی مرضی اور قانون کے خلاف کام کر رہے ہیں اگر میں اس امر میں دھوکہ سے کام لیتا ہوں تو اے خدا! تو اپنے نشان کے ساتھ صداقت کا اظہار فرما۔ اب جس شخص کو دعویٰ ہو کہ و ہ اس رنگ میں میرے مقابل پر آنے میں حق بجانب ہے وہ بھی قسم کھالے۔اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کر دے گا۔''

(اخبار جواب مباہلہ بحوالہ غلبۂ حق صفحہ 203 از قاضی محمد نزیر صاحب)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیئے جانے والے مباہلے کے دونوں چیلنج کسی کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہو ئی اور ان لوگوں کو خدا کے پیارے کو تنگ کرنے اور مباہلہ کی ذلت اس طرح نصیب ہوئی کہ پہلے تو قادیان کی مقدس بستی کو چھوڑ کر چلے گئے اور بٹالہ میں مقیم ہو گئے لیکن مَـالَـهُ مِنْ قَرَارٍ کے مصداق وہاں سے اٹھے اور امرت سر آ گئے اور آخر کار حکومت وقت نے حکومت کے خلا ف کام کرنے کی وجہ سے ان کے سر کردہ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان کے یہ اخبار وغیرہ بند ہو گئے۔

11۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے احرار کو مباہلہ کے چیلنج اور ان کا انجام:

1935ء میں احرار جماعت احمدیہ پر مسلسل ناکام حملے کر رہے تھے اور وہ یہ مسلسل شور کر رہے تھے کہ احمدیوں کے دلوں میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عزت نہیں ہے اور اسی طرح احمدی مکہ ومدینہ اور دیگر مقامات مقدسہ کی بھی تعظیم نہیں کرتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلس احرار کو ہر دو امور پر مباہلہ کے چیلنج دیئے:

1) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے احرار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم پر مباہلہ کا چیلنج:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

''دوسرا طریق یہ ہے کہ ان مخالفین میں سے وہ علما جنھوں نے سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہو پانچ سو یا ہزار میدان میں نکلیں ہم میں سے بھی پانچ سو یا ہزار میدان میں نکل آئیں گے۔ دونوں مباہلہ کریں اور دعا کریں کہ وہ فریق جوحق پر نہیں اللہ تعالیٰ اسے اپنے عذاب سے ہلاک کرے۔ ہم دعا کریں گے کہ اے خدا! تو جو ہمارے سینوں کے رازوں سے واقف ہے اگر تو جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں واقعی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت نہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انبیاء سے افضل و برتر یقین نہیں کرتے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نجات سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خادم اور غلام نہیں جانتے بلکہ درجہ میں آپ علیہ السلام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند سمجھتے ہیں تو اے خدا ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو اس جہاں میں ذلیل و رسوا کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر۔ اس کے مقابلے میں وہ دعا کریں کہ اے خدا! ہم کامل یقین رکھتے ہیں کہ احمدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیرو تذلیل پر خوش ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو گرانے اور کم کرنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے تو تُواس دنیا میں ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو ذلیل و رسوا کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک کر۔''

(سوانح فضل عمر جلد نمبر3 صفحہ 289-290)

2) مکہ و مدینہ اور دیگر مقامات مقدسہ کی حرمت وعظمت:

مکہ و مدینہ اور دیگر مقامات مقدسہ کی حرمت وعظمت کے متعلق الزامات کا فیصلہ کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مجلس احرار کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

''اس کے لئے بھی وہی تجویز پیش کرتا ہوں جو پہلے امر کے متعلق پیش کر چکا ہوں کہ اس قسم کا اعتراض کرنے والے آئیں اورہم سے مباہلہ کرلیں ہم کہیں گے کہ اے خدا! مکہ و مدینہ کی عظمت ہمارے دلوں میں قادیان سے بھی زیادہ ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس سمجھتے اور ان کی حفاظت کے لیے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن اے خدا اگرہم دل سے یہ نہ کہتے ہوں بلکہ جھوٹ اور منافقت سے کام لے کر کہتے ہوں اور ہمارا اصل عقیدہ یہ ہو کہ مکہ اور مدینہ کی کوئی عزت نہیں یا قادیان سے کم ہے تو تُوہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر عذاب نازل کر اس کے مقابلہ میں احرار اٹھیں اور وہ یہ قسم کھا کرکہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ احمدی مکہ معظّمہ اور مدینہ کے دشمن ہیں اور ان مقامات کا گرنا اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجائی جانا احمدیوں کو پسند ہے۔ پس اے

خدا اگر ہمارا یہ یقین ہے اور احمدی مکہ و مدینہ کی عزت کرنے والے ہیں تو تو ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ وہ اسی طریق فیصلہ کی طرف آئیں اور دیکھیں کہ خدا اس معاملہ میں اپنی قدرت کا کیا ہاتھ کھاتا ہے لیکن اگر وہ اس کے لیے تیار نہ ہوں تو یاد رکھیں جھوٹ اور افترا دنیا میں کبھی کامیاب نہیں کر سکتا۔''

(سوانح فضلِ عمر جلد نمبر 3 صفحہ 291)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا چیلنج جماعت کی طرف سے بڑے بڑے پوسٹروں اور پمفلٹوں کی صورت میں بکثرت شائع کیا جاتا رہا اور حضور رضی اللہ عنہ کے نمائندگان خطوں پرخط احراری لیڈروں کے نام لکھ رہے تھے مگر احراری لیڈر مباہلہ پر آمادگی کا پراپیگنڈا کرنے کے باوجود تصفیہ شرائط کے بارے میں بالکل چپ سادھے بیٹھے رہے لیکن وقتاً فوقتاً احرار کی طرف سے قادیان میں آ کر یہ اعلان کیا جاتا رہا کہ مرزائی مباہلہ سے فرار ہو گئے ہیں۔ حالانکہ مباہلہ کے لیے نہ کوئی شرائط طے ہوئیں اور نہ ہی مباہلہ کی تاریخوں کا تعین کیا گیا جماعت کی طرف سے جب بار بار احراریوں کو شرائط طے کرنے کے بعد مباہلہ کے میدا ن میں اترنے کے لیے للکارا گیا تو انہوں نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ امام جماعت احمدیہ مباہلہ میں خود شریک نہیں ہو رہے بلکہ دوسرے احمدیوں کو شامل کر رہے ہیں اور دوسرے یہ کہ مباہلہ لاہور یا گورداسپور میں ہونے کی بجائے قادیان میں ہی ہو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ چونکہ احرار کو بھاگنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتے تھے اس لیے حضور رضی اللہ عنہ نے صاف الفاظ میں اعلان کردیا کہ: ''مباہلہ میں شامل ہونے والا اول وجود میرا ہو گا اور سب سے پہلا مخاطب میں اس دعوت مباہلہ کا اپنے آپ کو سمجھتا ہوں۔''

احرار کے دوسرے مطالبہ کے بارے میں فرمایا کہ:

''اگر ان کو قادیان میں مباہلہ کرنے کا شوق ہو تو خوشی سے قادیان تشریف لے آئیں بلکہ ہماری زیادہ خواہش یہ ہے کہ وہ ہمارے ہی مہمان بنیں ہم ان کی خدمت کریں گے، انہیں کھانا کھلائیں گے ان کے آرام اور سہولت کا خیال رکھیں گے، پھر ان کے سارے بوجھ اٹھا کر انشاء اللہ ان سے مباہلہ بھی کریں گے۔''

دوسرے طرف احراری اصل میں قادیان میں مباہلہ کی آڑ میں کانفرنس منعقد کر کے ہنگامہ برپا کرنا چاہتے تھے۔اسی دوران حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے احرار کی نیت لوگوں پر واضح کی کہ یہ لوگ دراصل فساد چاہتے ہیں اس لیے مباہلہ کی شرائط اور تاریخ مباہلہ کی تعین نہیں کر رہے۔

17 نومبر 1935 کو مسجد خیرالدین امرتسر میں مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی نیت خوب واضح کر دی انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا ''لوگ پوچھتے ہیں کہ مباہلہ ہو گا کہ نہیں؟ میاں سنو! ہمیں مباہلہ سے کیا؟ ہو یا نہ ہو، میں صرف کہتا ہو کہ تم قادیان چلو باقی کچھ نہ پوچھو۔ مرزائیوں کے اب آخری دن ہیں مباہلہ کریں یا نہ کریں ہم ان کو مٹا دیں گے۔ پچاس سال انہوں نے موجیں کر لی ہیں۔''

احرار کی اس نیت کو دیکھتے ہوئے گورنمنٹ پنجاب نے احرار کو قادیان جانے سے روک دیا اور حکومت کی اس ممانعت کے باعث اگرچہ احرار کے ارمان دل میں ہی رہ گئے مگر انہوں نے مباہلہ سے چھٹکارا پا کر سکھ کا سانس لیا اور وہ پیالہ جسے ٹالنے کے لیے مختلف بہانے تراش رہے تھے حکومت پنجاب کی مہربانی سے ٹل گیا۔ ان کا مباہلہ سے فرار ان کے لئے دکھتی ہوئی رگ بن گیا۔ جسے چھیڑتے ہوئے ایک مشہور صحافی ابو العلاء چشتی نے اخبار احسان لاہور کے اداریہ میں لکھا کہ ''میں مرزا بشیرالدین محمود نہیں جس سے مباہلہ کرنے کا نام سن کر رہنما یا ان احرار کے بدن پر رعشہ طاری ہوجاتا ہے۔''

(اخبار احسان یکم نومبر 1925ء بحوالہ الفضل 7 نومبر 1935ء)

حق کی فتح:

احرار کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے شیر خدا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ پھر اپنے چیلنج کا اعادہ کیا اور احرار کو میدان مباہلہ میں آنے کے لیے للکارا مگر احرار کی طرف سے خاموشی چھائی رہی اور کوئی واضح جواب نہ آیا۔

(از تاریخ احمدیت جلد نمبر8 صفحہ 234 تا260)

12) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے دعویٰ مصلح موعود کیبارہ میں حلفیہ بیان اور مخالفین کو مباہلہ کی دعوت:

''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افترا سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خودبخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق؟''

(''الموعود'' انوار العلوم جلد نمبر17 صفحہ645)

13۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولوی محمد علی کو مباہلہ کا چیلنج :

مولوی محمد علی نے26 مئی1944 کو جماعت احمدیہ پر الزام لگایا کہ:

''خوب یاد رکھو قادیان والو نے کلمہ طیبہ کو منسوخ کر دیا ہے اس بارے میں تمہارے دل میں شک نہیں ہونا چاہئے۔''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس ظالمانہ حملہ کا سخت نوٹس لیا اور اس کے جواب میں جون1944ء کے خطبہ جمعہ میں مولوی محمد علی کو دعوت مباہلہ دی اور نہایت پر جلال انداز میں فرمایا:

''یہ ایک ایسا اتہام ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے بڑا جھوٹ بھی کوئی بول سکتا ہے وہ قوم جو کلمہ طیبہ کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتی ہو اس پر الزام لگانا کہ وہ اسے منسوخ قرار دیتی ہے یہ بڑا ظلم ہے اور اتنی بڑی دشمنی ہے کہ ہماری اولادوں کو قتل کر دینا بھی اس سے کم دشمنی ہے.......میں سمجھتا ہوں اب فیصلہ کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اگر مولوی صاحب میں تخم دیانت باقی ہے تو وہ اور ان کی جماعت ہمارے ساتھ اس بارے میں مباہلہ کریں کہ آیا ہم کلمہ طیبہ کے منکر ہیں۔''

اس دعوت مباہلہ کے ساتھ ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قبل از وقت یہ بھی بتا دیا کہ:

''وہ کبھی اپنے آپ کو اپنے بیوی بچوں کو اس مقام پر کھڑا نہ کریں گے بلکہ اس عظیم الشان جھوٹ بولنے کے بعد بزدلوں کی طرح بہانوں سے اپنے سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جھوٹوں کی سزا سے بچانے کی کوشش کریں گے۔''

آخر وہی ہوا جو حضرت امیرالمؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پہلے سے ہی فرما دیا تھا۔مولوی محمد علی صاحب موصوف نہ مباہلہ کے لیے آمادہ ہوئے اور نہ اپنا جھوٹا الزام واپس لینے کو تیار ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 10 صفحہ181)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کا

اعادہ:

1967ء کے دورہ یورپ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

''حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا یہ چیلنج آج بھی قائم ہے اور میں اس بات کا آج بھی اعادہ کرتا ہوں کہ رومن کیتھولک اور عیسائیوں کے دوسرے فرقوں کے سربراہ اس چیلنج کو قبول کریں اور اسلام اور عیسائیت کی سچائی کا فیصلہ کریں۔''

(حیاتِ ناصر جلد نمبر1صفحہ473)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اسی چیلنج کے متعلق مزید فرمایا:

''اس چیلنج کو دیئے پچاس ساٹھ سال ہو چکے ہیں اور اس چیلنج کے قبول کرنے والے کو حضور علیہ السلام نے پانچ سو روپے دینے کا وعدہ بھی کیا لیکن کسی عیسائی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اس چیلنج کو قبول کرے۔.......اور اب میں نے پانچ سو روپے سے بڑھا کر انعام کی رقم پچاس ہزار روپے کر دی ہے۔''

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ475-474)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے دجال کے مرکز یورپ میں جا کر مسیحیوں کو میدان میں آنے کیلئے للکارا اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ چیلنجز آج بھی قائم ہیں جو آپ علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں مسیحیوں کو دیئے تھے اور تمہارے لئے انعامات حاصل کرنے کے مواقع اب بھی موجود ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی پادری کو اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور'' یکسرالصلیب'' کی پیشگوئی ایک نئے انداز سے پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کے الفاظ یہ ہیں:

''سو توریت اور انجیل قرآن کا کیا مقابلہ کریں گی؟ اگر صرف قرآن شریف کی پہلی سورت کے ساتھ ہی مقابلہ کرنا چاہیں یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ جو فقط سات آیتیں ہیں اور جس ترتیب اَنسب اور ترکیب محکم اور نظام فطرتی سے اس سورۃ میں صدہا حقائق اور معارفِ دینیہ اور روحانی حکمتیں درج ہیں ان کو موسیٰ کی کتا ب یا یسوع کے چند ورق انجیل سے نکالنا چاہیں تو گو ساری عمر کوشش کریں تب بھی یہ کوشش لاحاصل ہو گی اور یہ بات لاف گزاف نہیں بلکہ واقعی اور حقیقی یہی بات ہے کہ توریت اور انجیل کو علوم حکمیہ میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ ہم کیا کریں اور کیونکر فیصلہ ہو۔ پادری صاحبان ہماری کوئی بھی بات نہیں مانتے۔ بھلا اگر وہ اپنی توریت یا انجیل کو معارف اور حقائق کے بیان کرنے اور خاص کلام اُلوہیت ظاہر کرنے میں کامل سمجھتے ہیں تو ہم بطور انعام پانسو روپیہ نقد ان کو دینے کے لئے طیار ہیں۔ اگر وہ اپنی کل ضخیم کتابوں سے جو ستر(70) کے قریب ہوں گی، وہ حقائق اور معارف شریعت اور مرتب اور منتظم درحکمت و جواہر معرفت و خواص کلام اُلوہیت دکھلا سکیں جو سورۃ فاتحہ میں سے ہم پیش کریں اور اگر یہ روپیہ تھوڑا ہو تو جس قدر ہمارے

لئے ممکن ہوگا ہم ان کی درخواست پر بڑھا دیں گے اور ہم صفائی فیصلہ کے لئے پہلے سورۃ فاتحہ کی ایک تفسیر طیار کر کے اور چھاپ کر پیش کریں گے اور اس میں وہ تمام حقائق و معارف و خواص کلام الوہیت نہ تفصیل بیان کریں گے جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہیں اور پادری صاحبوں کا یہ فرض ہو گا کہ توریت اور انجیل اور اپنی تمام کتابوں میں سے سورۃ فاتحہ کے مقابل پر حقائق اور معارف اور خواص کلام الوہیت جس سے مراد فوق العادۃ عجائبات ہیں جن کا بشری کلام میں پایا جانا ممکن نہیں پیش کر کے دکھلائیں اور اگر وہ ایسا مقابلہ کریں اور تین منصف غیر قوموں میں سے کہہ دیں کہ وہ لطائف اور معارف اور خواص کلام الوہیت جو سورۃ فاتحہ میں ثابت ہوئے ہیں وہ ان کی پیش کردہ عبارتوں میں بھی ثابت ہیں تو ہم پانسو روپیہ جو پہلے سے ان کے لئے ان کی اطمینان کی جگہ پر جمع کرایا جائے گا دے دیں گے۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب روحانی خزائن جلد نمبر 12 صفحہ 360)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیسائیوں کو قبولیت دعا میں مقابلہ کا چیلنج:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو قبولیت دعا کا چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

''صرف اور صرف اسلام کا ہی خدا زندہ خدا ہے اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے زندہ رسول ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ خدا کے مظہر اور زندہ نشان ہیں اور ان کے جانشین کی حیثیت سے دعوت مقابلہ دیتا ہوں کہ اگر کسی عیسائی کو بھی دعویٰ ہے کہ اس کا خدا زندہ خدا ہے تو وہ میرے ساتھ قبولیت دعا میں مقابلہ کرے اور اگر وہ جیت جائے تو ایک گراں قدر انعام حاصل کرے۔''

(حیاتِ ناصر جلد نمبر 1 صفحہ 474 ، 475)

مسیح محمدی کے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے دعا کے اس چیلنج کو موسوی مسیح کے کسی بھی پیروکار کو قبول کرنے کی جرأت تک نہ ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا اس صدی سے پہلے مسیح کو آسمان سے اتارنے اور دجال کا گدھا پیدا کرنے کا چیلنج:

''امت محمدیہ کے مسائل کا اصل حل تو مسیح کے نازل ہونے میں ہے اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو عالمی غلبہ نصیب ہو گا اس صدی کے گزرنے میں چند سال باقی ہیں میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تم سب مل کر اگر کسی طرح مسیح کو اتار دو صدی سے پہلے پہلے تو تم میں سے ہر ایک کو کروڑ روپیہ دوں گا۔ سب مولویوں کو دوبارہ چیلنج دیتا ہوں جو یہ دعویٰ کر دے کہ میری کوشش سے اترا ہے میں بغیر بحث کئے اس کی بات مان جاؤں گا اور ایک ایک کروڑ کی تھیلی ہر ایک کو پہنچائی جائے گی۔''

مزید فرمایا:

’’ ہر مولوی دنیا کے پردے پر جہاں کہیں ہو، ہندوستان کا تو خاص طور پر پیش نظر ہے مسیح کو اُتار دے آسمان سے، جو چاہے کر کے۔‘‘

پھر فرمایا:

’’ پھر خیال آیا کہ مسیح تو بہت پاک وجود ہے اسے کہاں اتار سکتے ہیں دجال کے گدھے کو ہی پیدا کردے۔ اگر صدی کے ختم ہونے سے پہلے دجال کا گدھا ہی بنا کے کھا دو جس کے آئے بغیر مسیح نے نہیں آنا تو پھر ایک ایک کروڑ روپیہ ہر مولوی کو ملے گا اور یہ دعویٰ میرا آج بھی قائم ہے اب تو اس قسم کے چیلنجوں کے وقت آگئے ہیں مسیح کو اتارو اور جھگڑا ختم کرو۔ میں اور میری ساری جماعت پہلے ہی مسیح کو مانے ہوئے ہیں ایک اَور مسیح کو ماننے میں کیا حرج ہے۔‘‘

پھر فرمایا:

’’آنے والا تو آ چکا ہے اب کوئی نہیں آئے گا۔ اب دلیلوں کے وقت نہیں رہے بلکہ ایسے آسمانی نشانات کے وقت ہیں جو متقیوں پر الہام اور کشوف کی صورت میں اُتریں گے فرمایا یہ چیلنج ہے جو ہندوستان کے اس مناظرے سے میرے دل میں پیدا ہوا اور اسے پاکستان کے مولویوں پر اور ان بڑے بڑے دعویداروں پر جو مسیح کے مردے کو زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ کہتا ہوں: شوق سے کرو اس کو آسمان سے اتار کر دکھاؤ جماعت احمدیہ کے خزانے ختم نہیں ہوں گے اور تمہیں کروڑ کروڑ کی تھیلیاں عطا کرتے جائیں گے مگر تمہارے نصیب میں آسمان سے ایک کوڑی کا بھی فیض نہیں۔‘‘

(ہفت روزہ بدر قادیان 5 تا12 جنوری1995ء)

خدا کے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس چیلنج کو ہمیشہ کی طرح کسی بھی مولوی کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس طرح وہ اربوں روپے سے بھی محروم ہو گئے اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ: ’’وہ آسمان سے ایک کوڑی کا بھی فیض نہ پا سکیں گے۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کو مباہلہ کا چیلنج:

ضیاء الحق نے ملک پاکستان میں احمدیوں کو اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کے حق سے کلیۃً محروم کر دیا اور مذہبی منافرت اور لاقانونیت کو ایک ناجائز اور جعلی قانونی جواز فراہم کیا اور مذہبی اختلافات کے شعلوں کو ہوا دے کر کچھ اس طرح بھڑکایا کہ احمدیوں کے خلاف مشتعل ہجوم لوٹ مار اور قتل و غارت کے نشے میں دُھت گلی کوچوں میں نکل آیا اور پاکستان کی گلیوں میں احمدیوں کا ناحق خون بہایا جانے لگا، احمدیوں کی مساجد اور قبروں کی بے حرمتی کی گئی اور احمدیوں کی نعشوں کو قبرستان سے نکال کر صرف اس لئے باہر پھینک دیا گیا کہ وہاں مدفون مسلمانوں کے آرام اور چین میں خلل پڑتا ہے، اپنے ہی ملک میں احمدیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ضیاء الحق کو متنبہ کیا کہ وہ احمدیوں پر مظالم ڈھالنے سے باز آ جائے لیکن ضیاء الحق کے غیظ و غضب اور تشدد میں کمی نہ آئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ضیاء الحق کو خدا کے عذاب سے ڈراتے ہوئے ان الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دیا:

’’اے قادرو توانا، عالم الغیب والشہادۃ خدا! ہم تیری جبروت اور تیری عظمت اور تیرے وقار اور تیرے جلال کی

قسم کھا کر اور تیری غیرت کو ابھارتے ہوئے تجھ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اس پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما، اس کی ساری مصیبتیں دور کر، اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کر دے، اس کو برکت پر برکت دے اور اس کے معاشرہ سے ہر فساد اور ہر شر کو دور کر دے اور اس کی طرف منسوب ہونے والے ہر بڑے اور چھوٹے، مرد عورت کو نیک چلنی اور پاکبازی عطا کر اور سچائی تقویٰ نصیب فرما اور دن بہ دن اس سے اپنی قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما تا کہ دنیا خوب دیکھ لے کہ تو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور ان کی پشت پناہی میں کھڑا ہے اور ان کے اعمال، ان کی خصلتوں اور اٹھنے اور بیٹھنے اور اسلوبِ زندگی سے خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ خدا والوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔

اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے ان کو عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزامیں مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکر و فریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تا کہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینہ میں رکھتا ہے اور ہر آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے اس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہلِ بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔(آمین یا رب العالمین)

(پمفلٹ مباہلہ صفحہ 15 تا16)

ضیاء الحق کی ہلاکت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا واضح اعلان اور امام مسجد فضل کی رؤیا:

12اگست 1987ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا کہ جنرل ضیاء الحق نے لفظاً، معناً، عملاً کسی شکل میں بھی احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم پر پشیمانی کا اظہار نہیں کیا اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ہم اس کی فعلی شہادت کے منتظر ہیں۔ لہٰذا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا:۔

''اب جنرل ضیاء الحق اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ کر نہیں جا سکتا اب واپسی کے سارے راستے بند ہو چکے ہیں۔''

پانچ دن اور گزر گئے اگست کی سترہ تاریخ تھی لندن مسجد کے سابق امام جناب بی اے رفیق نے صبح ہی صبح ایک مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجا جس میں انہوں نے اپنے خواب کی تفصیل بیان کی تھی جو انہوں نے اسی رات دیکھا تھا۔ خواب میں انہوں نے دیکھا کہ وہ جنرل ضیاء الحق سے ملے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ (حضرت) خلیفہ رابع کو آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔ اس پر جنرل ضیاء الحق اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر ان کی ٹھوڑی پکڑ کر بڑی درشتی سے ان کا

رخ دوسری جانب دھکیلتا ہے۔ پھر جناب بی اے رفیق کی طرف انگلی سے اشارہ کرتا ہے اور بڑی ترش روئی سے اور ناک چڑھاتے ہوئے کہتا ہے:۔

''میں اُس کو (یعنی حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ) کو ایسا سبق سکھاؤں گا جسے وہ عمر بھر یا د رکھے گا۔''

(حضرت)خلیفہ رابع نے اس مکتوب کے جواب میں لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ضیاء الحق اصلاح کی طرف ہرگز مائل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اس دشمن احمدیت کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے اور اسے اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد کرے۔

ضیاء الحق اور اس کے ساتھیوں کا انجام:

اس دن یعنی سترہ اگست کو اس خواب اور حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس تبصرہ کچند گھنٹے بعد اچانک پاکستان کا آمر مطلق، جنرل ضیاء الحق اپنےC130 طیارے سمیت آسمان پر ہی جل مرا اور پھر آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا اس کا طیارہ زمین پر گرا اور یوں یہ دشمن احمدیت جل کر خاکستر ہو گیا۔

پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق صدارتی ہوائی جہاز سہ پہر تین بج کر چھیالیس منٹ پر پاکستان کے جنوب مشرق میں واقع بہاولپور کے ہوائی اڈے سے روانہ ہوا۔ وہ آج میجر جنرل محمود درانی کی درخواست پر صبح صبح بہاولپور پہنچے تھے۔ میجر جنرل محمود ان کے ملٹری سیکرٹری رہ چکے تھے اور اب بکتربند فوج کے کمانڈر تھے۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق سے گزارش کی تھی کہ نئے اور جدید ساخت کے ایک امریکی ٹینک کی آزمائش کے وقت پاکستان کی بری افواج کے تمام کمانڈر موقع پر موجود ہوں گے لیکن اگر آپ نہ آئے تو امریکہ اسے اپنی ہتک خیال کرے گا۔ ٹینک کا آزمائشی تجربہ سرے سے ناکام رہا اور اس کا نشانہ چوک گیا لیکن جنرل ضیاء الحق بڑے خوشگوار موڈ میں تھے۔ انہوں نے دوپہر کا کھانا آفیسرز میس (Officers Mess)میں کھایا۔ کھانے سے فارغ ہوکر وہ رَن وے پر پہنچے جہاں ان کا ہوائی جہاز پاک ون (Pak One)انتہائی حفاظتی پہرے میں ان کا منتظر تھا، جنرل ضیاء الحق پہلے قبلہ رُخ ہوکر جھکے، بہاولپور ہی میں رُک جانے والے جرنیلوں سے ملے، اُن سے فرداً فرداً معانقہ کیا، رخصت ہوکر سیڑھیاں طے کرتے ہوئے جہاز میں داخل ہوئے اور سفر پر روانہ ہو گئے۔

C130 ایک ٹرانسپورٹ طیارہ ہے۔ایک خاص قسم کا ائر کنڈیشنڈ سفری کمرہ جہاز کے اندر نصب کر دیا گیا تھا۔ اس کے اگلے حصے میں جو اہم ترین شخصیات کے لیے مخصوص تھا، جنرل ضیاء الحق بیٹھے ہوئے تھے، ان کے سامنے جنرل اختر عبدالرحمان چیئر مین جوائنٹ چیف آف سٹاف تشریف فرما تھے جو جنرل ضیاء الحق کے بعد پاکستان کی مقتدر ترین شخصیت تھے، ان کے ساتھ پاکستان میں مقیم امریکن سفیر آرنلڈ-ایل-ریفائل (Arnold L. Raphael) اور پاکستان میں امریکن ملٹری مشن کے سربراہ جنرل ہربرٹ واسم (General Herbert Wassom) براجمان تھے۔ ان کے بعد آٹھ پاکستانی جرنیل اپنی اپنی نشستوں پر متمکن تھے۔ پہلے سیسنا (Cessna) حفاظتی طیارے نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ یہ معمول کی احتیاطی پرواز اس وقت سے باقاعدہ کی جاری تھی جب چھ سال قبل جنرل ضیاء الحق کے طیارے کو میزائل کے ذریعے مار گرانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس احتیاطی جائزے کے بعد کنٹرول ٹاور نے جہاز کو پرواز کی اجازت دے دی۔طیارہ اڑا اور ذرا فضا میں بلند ہوا۔ کنٹرول ٹاور نے جہاز کے کپتان سے دریافت کیا:

''جہاز کا محل وقوع بتائیں؟''

جہاز کے کپتان نے جواب دیا:

یہ پاک ون (Pak One)ہے! جواب کاانتظار کریں۔

لیکن اس کے بعد مکمل خاموشی چھا گئی۔ طیارے سے رابطہ منقطع ہو گیااور روانگی کے چند منٹ کے بعد صدارتی طیارہ

لاپتہ ہو چکا تھا۔

چھ میل دور دریا کے کنارے کسان کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔انہوں نے ایک ہوائی جہاز کو ہوا میں ڈگمگاتے ہوئے دیکھا جو لہروں کے نرغے میں پھنسی ہوئی سمندری کشتی کی طرح ہچکولے کھا رہا تھا۔ تیسری قلابازی کھانے کے بعد طیارہ سیدھا زمین پر آرہا۔ گرتے ہی ریتلی زمین میں دھنس گیا اور ایک دھاکے کے ساتھ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ اکتیس کے اکتیس آدمی جو طیارے میں سفر کر رہے تھے آن کی آن میں لقمہ اجل بن گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ سب زمین پر گرنے سے پہلے ہی سفر آخرت پر روانہ ہو چکے ہوں۔ حادثہ جہاز کے پرواز کرنے کے ٹھیک پانچ منٹ کے اندر تین بج کر اکیاون منٹ پر وقوع پذیر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوسرے دن کے خطبے میں ارشاد فرمایا کہ: ''خدا نے فیصلہ کر دیا۔'' یہ خاص خدا تعالیٰ کا قہری نشانہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید سے ظاہر ہوا۔حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جنرل ضیاء الحق کی بیگم اور دیگر افراد خاندان کے نام تعزیت کا پیغام بھیجا کہ:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا بھر کے احمدی اس سانحہ پر خوش ہیں اس لئے نہیں کہ کوئی مر گیا ہے بلکہ اس لیے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی تائید اور سچائی کی فتح مبین کا نظارہ کیا ہے یہ نصرت الٰہی کا ایک آسمانی نشان ہے جو ہمیں دیا گیا ہے اور آنے والے دنوں میں ہماری آئندہ نسلیں اس واقع کو فخر کے ساتھ یاد کیا کریں گی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کے آباؤ اجداد کی مدد کے لئے آسمان سے زمین پر اُترا۔''

حادثہ کی تحقیق کرنے والی ٹیم نے بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بات کو سو فیصد سچ ثابت کر دیا کہ اس حادثہ میں انسانی ہاتھ کارفرما نہیں بلکہ ٹیم نے حادثہ کے امکانی اسباب کو ایک ایک کر کے واضح کر دیا۔ مثلاً انہوں نے کہا:

1) جہاز پر کوئی دھما کہ خیز مادہ نہیں تھا کیونکہ تباہ شدہ جہاز کا ملبہ دور دور تک پھیلا ہوا نہیں تھا،

2) جہاز کسی آتشی میزائل کا ہدف بھی نہیں بنا ورنہ اس کے ایلومینیم کے خول پر اس کا نشان ہوتا،

3) حادثہ آگ لگنے سے بھی نہیں ہوا کیونکہ امریکن ملٹری مشن کے سربراہ جنرل ولیم کے پوسٹ مارٹم سے پتہ چلا کہ وہ حادثہ کے نتیجے میں جلنے سے نہیں بلکہ اس سے پہلے وفات پا چکے تھے،

4) نہ ہی انجنوں کی خرابی سے یہ حادثہ رونما ہوا کیونکہ تفتیش سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ طیارہ جس وقت زمین پر ٹکرایا اس کے انجن پوری رفتار سے چل رہے تھے،

5) ایندھن مین بھی کسی قسم کی آلودگی نہیں پائی گئی،

6) جن کل پرزوں کی مدد سے جہاز کا کپتان جہاز اڑاتا ہے یعنی کنٹرول، اس میں بھی تخریب کاری کا کوئی نشان نہیں ملا بلکہ اس پاک ون ہرکولیس طیارے میں تو کنٹرول کے تین سسٹم تھے اور تفتیشی ٹیم کی رائے میں تینوں سسٹم درست حالت میں تھے۔

اب صرف یہی امکان رہ گیا تھا کہ پائلٹ یا شاید سبھی مسافر یکا یک بے ہوش ہو گئے تھے۔

تحقیقاتی ٹیم یہ نہیں بتلا سکی کہ یہ حادثہ آخر ہوا کیسے؟ لیکن اتنا تو سب جانتے ہیں کہ یہ حادثہ کیوں ہوا؟ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جنرل ضیاء الحق کو خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب سے خبردار کیا تھا لیکن ضیاء الحق نے اس تنبیہ کو درخورِاعتنا نہ سمجھا پس زمین و آسمان کے مالک کی قہری تجلّی نے اس کے پرخچے اڑا دیے اور ان جرنیلوں کو بھی تباہ و برباد کر دیا جو اقتدار کے اس بے جا اور بے محابا استعمال میں اس کے دست و بازو تھے۔

(ایک مرد خدا۔ مترجم چودھری محمد علی صاحب صفحہ نمبر358 تا386)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رُسوائے زمانہ مولوی، منظور احمد چنیوٹی کو مباہلہ کا چیلنج:

مولوی منظور احمد چنیوٹی جماعت احمدیہ کے معاونین اور مخالفین میں سے ایک نام تھا جو شیطان کے کامل ظل کی صورت میں احمدیت کی مخالف کو جزو فطرت اور مقصد حیات بنائے ہوئے تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کا اعلان جب کیا تو مولوی صاحب نے کہا:

''اگلے سال 15 ستمبر تک میں تو ہوں گا قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی۔''

(روزنامہ جنگ لاہور 17 اکتوبر 1988ء)

اس کے جواب میں امام جماعت احمدیہ نے بڑے جلال اور تحدی کے ساتھ فرمایا:

''انشاء اللہ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے۔ منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو اس کو ایک ملک ایسا دکھائی نہیں دے گا جس میں احمدیت مر گئی ہو اور کثرت سے ایسے ملک کھائی دیں گے جہاں احمدیت از سرِ نو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے اور کثر ت کے ساتھ مردوں کو زندہ کر رہی ہے۔ پس ایک اعلان وہ ہے جو منظور چنیوٹی نے کیا تھا اور ایک یہ اعلان ہے جو میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے خدا کی خدائی میں یہ بات ممکن نہیں ہے کہ منظور چنیوٹی سچا ہواور میں جھوٹا نکلوں، منظور چنیوٹی جن خیالات اور عقائد کا قائل ہے وہ سچے ثابت ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو عقائد ہمیں عطا فرمائے ہیں، آپ اور میں جن کے علمبردار ہیں یہ عقائد جھوٹے ثابت ہوں اس لئے یہ شخص بڑی شوخیاں دکھاتا رہا اور جگہ جگہ بھاگتا رہا اب اس کی فرار کی راہ اس کے کام نہیں آئے گی اور خدا کی تقدیر اس کے فرار کی ہر راہ بند کر دے گی اور اس کی ذلت اور رُسوائی دیکھنا آپ کے مقدر میں لکھا گیا ہے۔ انشاء اللہ۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 نومبر 1988ء)

اس کے دو ماہ بعد 16 اکتوبر 1988 کی کانفرنس ختم نبوت ربوہ میں مولوی منظور نے اپنے اس کھلے بیان سے انحراف کیا اور اعلان کیا کہ :

''مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کی تھی ساری قادیانی جماعت کی نہیں ۔''

(جنگ لاہور 30 جنوری 1989)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولوی کے اس کھلم کھلا جھوٹ کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا:

''اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ 15 ستمبر سے پہلے لازماً مر جاؤں گا..........یہ بالکل جھوٹ ہے............تو جن کے مباہلہ کی بنا جھوٹ پر ہو وہ تو جھوٹے ثابت ہو گئے پھر اور کون سا مباہلہ باقی ہے؟''

مولوی منظور چنیوٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مباہلہ کو تسلیم کرنے کا اقرار کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر مولوی چنیوٹی زندہ رہا تو ذلتوں کے لئے ہی زندہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مباہلے کو تسلیم کرنے کے بعد اسے ہر بار ناکامیوں اور نامرادیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ذلتوں کا ہار اس کی گردن کا طوق بنا رہا جس کا ہر منکا

ایک الگ نوعیت کی ذلت کا عکاس ہے۔ ذلتوں کے اس ہار میں سے کچھ پیش خدمت ہے:

1) محمد یار شاہد جو منظور چنیوٹی کا دست راست اور عقیدت مند تھا وہ ان کے بارے میں کہتا ہے:

''اگر اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیئے گئے تو میں اہم انکشافات کروں گا جس سے ان پردہ نشینوں کے اصل کرتوتوں سے شہریوں کو آگاہی ہو گی.........اور ہم عنقریب ایک پریس کانفرنس میں دستاویزی ثبوت فراہم کریں گے کہ اسلام کے یہ نام لیوا درپردہ کیا ہیں؟''

(ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد 26 ستمبر 1988)

2) قاری یامین گوہر نے چنیوٹ میں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا

''مولوی منظور چنیوٹی ان دونوں تنظیموں میں سے کسی کے کارکن یا مبلغ نہیں لیکن اس شخص نے محض چندہ بٹورنے کے لیے اپنے اوپر مبلغ ختم نبوت کا لیبل لگا یا ہوا ہے اس پر طرہ یہ کہ اس نے بعض مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لگا کر علمائے اسلام کے خلاف نفرت کا بیج بویا۔''

3) مولانا اللہ یار ارشد کا بیان:

''مولانا منظور چنیوٹی نے ختم نبوت کے نام کو بیچ کر قوم سے ووٹ حاصل کئے اور پنجاب اسمبلی میں جا کر جو مذموم کردار ادا کیا وہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے رُسوائی کا سبب بنا۔ مولانا نے کہا: جھوٹ اس کا مشن ہے، دھوکہ اس کا پیشہ ہے اور صوبائی اسمبلی میں معافی مانگ کر اس شخص نے ختم نبوت کے پروانوں کے سر جھکا دیئے ہیں۔''

(روزنامہ حیدر راولپنڈی یکم نومبر 1988ء)

4) مولوی منظور چنیوٹی کا غیر شریفانہ رویہ،

''ملک کے نامور شاعر اور دانشور علامہ سید محسن نقوی کے کہا: مولانا چنیوٹی اپنے علاقے میں مذہبی منافرت پھیلانے اور فرقہ ورانہ تعصب کے زہر سے فضا کو مکدر کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ علامہ محسن نقوی نے مطالبہ کیا کہ منظور چنیوٹی کو اس کے غیر شریفانہ رویہ کی بنا پر اسمبلی کی رکنیت سے خارج کیا جائے۔''

(روزنامہ مساوات 23 دسمبر 1988ء)

5) پاکستان علما کونسل نے کہا کہ:

'' مولوی منظور چنیوٹی عملاً اسمبلی کی رُکنیت کھو چکے ہیں اب وہ صرف چنیوٹ کے کھال فروش قصاب کے سوا کچھ بھی نہیں۔''

(روزنامہ مساوات 29 اپریل 1989ء)

6) پنجاب اسمبلی کے 27 مئی 1989 کے اجلاس میں مولوی صاحب کے بارے میں اراکین اسمبلی نے جو مختلف تبصرے کئے وہ مولوی صاحب کی ذلتوں کے عکاس ہیں:

1) وہ ایک مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافر ہو گئے ہیں،

2) ان کو مولانا نہیں کہا جا سکتا یہ ایک عالم دین کی توہین ہے، ایک ممبر نے کہا اصل میں ہم لاعلمی میں انہیں مولانا کہتے رہے۔

3) مولانا کے ایمان کی کمزوری درست کی جائے،

4) منظور چنیوٹی بلیک میلر ہے،

5) منظور چنیوٹی کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اگر ان کا نکاح ٹوٹ گیا تو ان کی اولاد کیا کہلائے گی؟

6) ان کو کوڑے لگائے جائیں، کوڑے نہیں اسلام میں دُرّوں کی سزا ہے،
7) بقیہ اجلاس کیلئے ان کا داخلہ ایوان میں روک دیا جائے،
8) مولانا کی زبان پر کنٹرول کیا جائے ورنہ خود ہی کر سکتے ہیں،
9) مولانا کو معافی مانگنی چاہیے ورنہ لوگ انہیں فتویٰ فروشی کاالزام دیں گے،
10) آخر میں مولانا نے ایوان سے معافی مانگ لی۔

(فتح مباہلہ یاذلتوں کی مارصفحہ22)

11) آخر پر آیئے دیکھتے ہیں کہ چنیوٹ کے باسی مولانا کے بارے میں کیا کہتے ہیں:
روزنامہ امروز 7جولائی1989ء میں چنیوٹ کے شہریوں کی قرارداد درج ہے جس میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ:
''مولانا چنیوٹی کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا جائے۔''
ان حقیقتوں کے آئینہ میں ذرا مولوی صاحب کوپکاریں تو یہ پکارتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ :
''میرا قاضی میری ذِلتوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہر ایک نے جو مجھ سے مباہلہ کیا آخرکار خدا نے یا تو اسے ہلاک کیا اور یا ذلت اور تنگی معاش کی زندگی اس کو نصیب ہوئی یا اس کی قطع نسل کی گئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا رہا اور بد زبانی کی آخر وہ آپ ہی مر گیا اور اتنے نشان خدا نے میری تائید میں دکھلائے کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خدا ترس جس کے دل میں خدا کی عظمت ہے اور کوئی دانشمند جس کو کچھ حیا اور شرم ہے یہ بتلا دے کہ کیا یہ امر خدا تعالیٰ کی سنت میں داخل ہے کہ ایک شخص جس کو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے اس سے خدا تعالیٰ یہ معاملات کرے؟میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اس زمانہ میں میں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گزر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس اور نادار تھا، اس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اورصدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خد تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا ہے جبکہ میں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلا م بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں ان پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں ان کو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلت کی مار سے پامال کر دیتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر22صفحہ461)